اسلام میں پردے کا تصور

قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی، جنرل سکریٹری مجلس علماء ہند

(قسط-۲)

آج یوروپ والے دعویدار ہیں کہ انہوں نے خواتین کو گھروں کی قید و بند سے آزادی دلائی اور ان کے حقوق کی حفاظت کی، لیکن اگر ہم یورپ کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم پر اس دعوے کی حقیقت کھل جائے گی۔ درحقیقت جس وقت یورپ میں تیزی سے Industrialisation ہونے لگا اور کثرت سے کارخانے کھلنے لگے تو مزدوروں کی مزدوری میں اضافہ ہونے لگا اور مزدوروں نے تنخواہوں میں اضافے کے لئے ہڑتالیں شروع کردیں۔ ایسے وقت میں کارخانہ مالکوں اور سرمایہ داروں نے نقلی ریفارمرس کے ذریعہ عورتوں کی آزادی کا نعرہ بلند کردیا اور زور شور سے مطالبہ شروع ہوا کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا موقع ملنا چاہئے اور گھروں میں ان کو قید کر کے مردان پر ظلم کر رہے ہیں، اس طرح سے عورتوں کو کارخانوں میں لایا گیا اور مردوں سے آدھی مزدوری پر انہیں کام پر رکھا گیا۔ عورتوں کی آزادی کا نعرہ محض ایک دھوکہ تھا اور مقصد صرف کارخانوں میں ان کا استحصال تھا۔

گذشتہ مضمون میں، میں نے قرآن مجید کی پردہ سے متعلق ایک آیت کریمہ کا تذکرہ کیا تھا۔ آج دوسری آیت پیش کر رہا ہوں۔ سورہ احزاب آیت ۵۹ (ترجمہ) اے نبیؐ تم اپنی ازواج، اپنی بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں، اس سے ان کی شناخت ہوجائے گی اور وہ اذیت سے بچ جائیں گی۔ اس آیت کریمہ کے نزول کا سبب یہ ہے کہ پردہ کا حکم آنے سے قبل مثل زمانہ جاہلیت کے، تمام عورتیں خواہ کسی کی بہو بیٹیاں ہوں یا کنیزیں اور پست کردار عورتیں، سب ایک طرح سے منھ کھول کر نکلا کرتی تھیں۔ آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی یہ عادت تھی کہ وہ کنیزوں اور پست عورتوں کو چھیڑتے تھے اور ان سے فحش مذاق کرتے تھے، اسی میں کبھی کبھی عالی مرتبت اور شریف خواتین بھی ان کا شکار بن جاتی تھیں۔ لوگوں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تمہاری عورتیں چادروں کو اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔ اس طرح سے شریف اور محترم عورتوں کا طرز لباس کنیزوں اور خراب قسم کی عورتوں سے ممتاز ہوجائے گا اور وہ اوباشوں کی اذیت سے بچ جائیں گی۔ میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ساری عورتیں پست ہوتی ہیں، مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ انہوں نے شرافت اور عزت کی وہ نشانی چھوڑ دی جس کی قرآن نے تاکید کی ہے، لہٰذا اگر غیر مہذب لوگ ان سے گستاخی کریں تو یہ بھی اتنی ہی قصوروار ہیں جتنے کہ وہ اوباش لوگ۔

پردے کے مخالف زور شور سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پردہ عورت کی توہین ہے اور کیونکہ اسلام نے عورت کو کمتر سمجھا ہے، اس لئے اسے پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی ہے تو جو اسلام کی انتہائی باعظمت خواتین ہیں جن کو امت کی مائیں کہا گیا ہے، جو ازواج رسولؐ ہیں، وہ پردے کی قید سے آزاد ہوتیں، مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے پردے کا حکم زیادہ سخت ہے۔ ''اے ازواج نبیؐ تم اپنے گھروں میں رہا کرو'' مسلمانوں سے تاکید ہے کہ جب تم رسول اکرمؐ کی بیویوں سے

کچھ مانگوتو پردے کی آڑ سے سوال کرو۔ آپ انصاف کی نظر سے پردے کا اہتمام ملاحظہ فرمائیں۔ پہلے چادریں اوڑھنے کا حکم ہوا۔ پھر نقاب ڈالنے کا حکم ہوا، پھر گھر میں بیٹھنے کا حکم ہوا، پھر مسلمانوں کو حکم کہ اس کے بعد اگر کچھ مانگوتو پردے کی آڑ سے۔ اگر پردہ سبب توہین ہوتا تو جن خواتین کی عظمت اتنی تھی کہ وہ امت کی مائیں قرار دی جارہی ہیں، ان پر پردے کی اتنی پابندی نہ ہوتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پردہ عورت کی توہین کے لئے نہیں تعظیم کے لئے ہے۔

مردوں سے میل جول کیسا، مردوں کی محفلوں میں جانا کیسا، مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا کیسا؟ رسول اللہ کا ارشاد ہے، (ترجمہ:) ''جو شخص اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ کبھی ایسے مقام پر نہیں سوئے گا، جہاں اس کی سانس کی آواز نامحرم عورت کے کانوں تک جائے۔ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے: ''اے کوفہ کے مردو! تمہاری غیرت کو کیا ہوگیا ہے کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں اس طرح چلتی ہیں کہ نامحرموں سے ان کے شانے مس ہوتے رہتے ہیں۔'' حضرت علیؑ نے عورتوں سے خطاب نہیں کیا ہے، بلکہ مردوں کی غیرت کو للکارا ہے۔ یعنی اگر عورتیں بازاروں میں آئیں تو مردوں کی غیرت پر سوالیہ نشان لگ جائے گا۔

اسلام نے عورتوں کو پردے میں رکھ کر ان کی عزت ووقار کو معراج بخشی ہے۔ اسلام کا پیغام ہے کہ عورتیں ماہتاب عفت ہیں، ان کو آفتاب کی روشنی میں لاکر بے نور نہ بناؤ، وہ آفتاب عصمت ہیں ان کو ایسے راستوں پر نہ چلاؤ کہ انہیں گہن لگ جائے۔ وہ بے نظیر پھول ہیں ان کو نقابوں میں رکھ کر ہوسناک نگاہوں کی گرمی سے بچاؤ تا کہ وہ کمہلا نہ جائیں۔ وہ بے نظیر جواہرات ہیں، ان کو گھر کے خزانوں میں حفاظت سے رکھو۔ عورتوں کے واسطے زینت ہے پردہ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن حوروں کی مدح پردے سے نہ کرتا۔ جنت وہ مقام ہے جہاں نہ آوارگی ہے اور نہ بدنگاہی۔ سردی نہیں کہ پھول سوکھیں، گرمی نہیں کہ کلیاں مرجھائیں تو پھر حوروں کے واسطے پردے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر معلوم ہوتا ہے کہ حسن کا جوہر ہے کہ نقاب میں ہو اور موتی کی حفاظت اسی میں ہے کہ صدف میں ہو اور موتی کی آب وتاب اسی میں ہے کہ چادر آب میں ہو لہٰذا حوروں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے: ''جنت میں وہ پاکدامن حوریں ہیں جو کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں اور وہ حوریں جن کی زوجہ ہوں گی، ان سے پہلے نہ کسی جن نے انہیں ہاتھ لگایا ہوگا نہ کسی انسان نے۔''

اگر مردوں کی بزم میں جانا، ان سے ہاتھ ملانا اور ان کی طرف نگاہیں اٹھانا عیب نہ ہوتا تو اللہ کبھی حوروں کی اس طرح مدح نہ کرتا کہ نہ کسی کی طرف دیکھتی ہیں، نہ کسی کا ہاتھ ان سے مس ہوا ہے بہتر تھا کہ خدا یوں تعریف فرماتا کہ بڑی پڑھی لکھی ہیں، بڑی اچھی مقرر ہیں، کئی کتابوں کی مصنفہ ہیں۔ کوئی بزم ایسی نہیں جس کی صدر نہ ہوں۔ دنیا جن باتوں کو عورت کا حسن جانتی ہے، ان کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ ان کے شرم وحیا اور پردے کا تذکرہ ''حور مقصورات فی الخیام'' یہ حوریں پردے کے اندر رہتی ہیں تو اب سمجھئے کہ جب جنت جیسے پاک وپاکیزہ ماحول میں حوروں کا زیور پردہ ہے تو یہ دنیا جہاں قدم قدم پر بدکاروں کا خوف ہے، بدنگاہوں کا ڈر ہے، وہاں پر پردہ کتنا ضروری قرار پائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ ''راشٹریہ سہارا'' اردو لکھنؤ ۱۲/مارچ ۲۰۱۰ء)

خواتین ریزرویشن بل—چند معروضات

خواتین ریزرویشن بل آج ہر طرف موضوع گفتگو بنا ہوا ہے۔ مجھ سے بھی اس موضوع پر کچھ میڈیا والوں نے سوالات کئے تھے، جن کے میں نے بہت تفصیلی جوابات دیئے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ میرے پورے بیان کو نشر کئے بغیر درمیان سے صرف ایک سوال کے جواب کو نشر کیا گیا اور اس کے معنی بھی خود ہی متعین کر لئے گئے، جو ہرگز میرا مقصود نہ تھے۔ سوال کی نوعیت ایسی تھی کہ ہر مسلمان کا جواب، جس کو تھوڑی سی بھی قرآنی

احکام اور احادیث شریفہ کی معلومات ہے، یہی ہوتا۔ پوچھنے والے نے براہ راست پردے کے اسلامی حکم پر حملہ کیا تھا اور ایسی شخصیتوں کی مثالیں دی تھیں کہ جن کا نام ونمود اور دنیاوی شہرت وترقی پردہ ترک کئے بغیر اورنیم برہنہ لباس پہنے بغیر ممکن نہ تھی، جس کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ خالص دنیاوی نقطہ نگاہ سے تو آپ کی بات صحیح ہے کہ پردہ ترک کئے بغیر آپ کے بیان کردہ خواتین ان بلندیوں تک نہیں پہنچ سکی تھیں، لیکن دینی نقطہ نظر سے (اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر مذہب اس کی تائید کرے گا) آپ کی منظورِنظر خواتین آئیڈیل قرار نہیں پاتی ہیں، بلکہ اسلام میں بہترین عورت وہ ہے جو بہترین ماں ہو، بہترین بیوی، بہترین بیٹی اور بہن ہو۔ بہترین لیڈر بننا ایک عورت کے اولین فرائض میں داخل نہیں ہے، بلکہ بلند پایہ لیڈر دنیا کے سامنے پیش کرنا اس کا فریضۂ اولین ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے تو آ گئے، مگر بغیر ماں کے نہیں آئے۔ ایک عورت خود نبی نہیں، مگر انبیاء کو اپنی آغوش میں پرورش دینے والی ضرور ہے۔ ایک خاتون خود امام نہیں، مگر اماموں کی ماں ضرور ہے۔ اگر رہبری کرنا خواتین کے اولین فرائض میں داخل ہوتا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ میں کوئی نبیہ ضرور ہوتی۔ میرے نام سے کچھ چینلس پر یہ پٹی چلائی گئی ''عورت بچہ پیدا کرنے کی مشین: کلب جواد'' کہاں ایک بے جان مشین کہاں ماں۔ ایک عورت ماں بننے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کئی صفات کی مظہر بن جاتی ہے۔ رازق اللہ ہے، وسیلہ رزق یہ بنتی ہے۔ رب وہ ہے بچے کو تربیت یہ دے رہی ہے۔ رحمان ورحیم وہ ہے اس کی رحمت کا مظہر ماں ہے۔ جواد وکریم وہ ہے اس کا جود وکرم ماں میں ظاہر ہوتا ہے۔ متکلم اللہ ہے، مگر بچہ کو بولنا سکھانے والی ماں ہے۔ قرآن مجید میں ماں باپ دونوں کا احترام واجب قرار دیا گیا ہے، مگر جہاں اولاد کے لئے زحمتیں اٹھانے کا تذکرہ ہے وہاں صرف ماں کا نام ہے۔ باپ کا نہیں۔

عورت کا دوسرا بنیادی فریضہ بیوی کی حیثیت سے ہے، اس بات کے لئے بے شمار احادیث رسول اللہ اور ملفوظاتِ آلِ رسولؑ میرے پشت پناہ ہیں۔ باہر نکلنے والی اکثر خواتین کا بیشتر وقت فیشن کرنے اور گھر آ کر اس کے اتارنے میں صرف ہوتا ہے۔ کسی رسالہ میں ایک شوہر کی شکایت شائع ہوئی تھی اس کا خلاصہ درج ہے:

''میری بیوی سونے کے موقع پر اپنے آپ کو مکمل جوکر بنا لیتی ہے۔ وہ ایک بڑی جالی دار ٹوپی اپنے سر پر باندھتی ہے، تاکہ سوتے وقت اس کے بال خراب نہ ہوں، اس کے بعد وہ سونے کا لباس زیب تن کرتی ہے، پھر سنگار میز پر بیٹھ کر اپنا میک اپ اتارتی ہے۔ اپنے منھ کی کریم خاص مواد سے دھوتی ہے۔ جب وہ پلٹ کر دیکھتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کوئی اور عورت سامنے آ گئی۔ اس کی بھنویں ترشی ہوئی ہیں اور جب وہ چہرہ صاف کرتی ہے تو بھنویں بھی صاف ہوجاتی ہیں۔ اس کے چہرے سے ناگوار بو میرے دماغ تک پہنچتی ہے، کیونکہ کھال کو جھریوں سے بچانے کے لئے وہ جو کریم استعمال کرتی ہے، اس سے اٹھنے والی کافور کی بو مجھے قبرستان کی یاد دلاتی ہے۔ اس کے بعد نوکروں کو آواز دے کر چار کھدر کی سفید تھیلیاں منگواتی ہے، وہ پلنگ پر لیٹ جاتی ہے اور نوکر چاروں تھیلیاں اس کے ہاتھوں اور پیروں پر چڑھا دیتا ہے تاکہ سونے میں ہاتھوں اور پیروں کے ناخن ٹوٹ نہ جائیں اور اس طرح آخر کار وہ سوجاتی ہے۔''

یہ ہے آج کی (ماڈرن) ترقی یافتہ بیوی جو بیوی کے علاوہ سب کچھ ہے۔ اس لئے جب پردے کی بات آتی ہے اور شرم وحیا کی گفتگو ہوتی ہے تو اس قسم کی عورتیں چراغ پا ہوجاتی ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نام کے مسلمان تو رہنا چاہتے ہیں، مگر اسلامی قوانین پر چلنا پسند نہیں کرتے، بلکہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو اپنی مرضی پر چلائیں۔ خود زمانہ رسالتؐ میں بھی ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ کچھ سرداران قبائل رسولؐ اللہ کی خدمت میں آئے کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں ایک ایک آدمی کی اہمیت تھی اور سردار قبیلہ کے مسلمان ہونے کا مطلب تھا کہ پورا قبیلہ مسلمان ہوجائے، مگر شرطیں پیش

کیں کہ جب ہم آئیں تو غلاموں اور غریبوں کو اٹھا دیا جائے۔ بعض نے شرط لگائی ہمیں ان سے ممتاز جگہ دی جائے۔ یہودیوں کی شرط تھی کہ شراب اور سود کے ہمارے کاروبار میں اسلام نہ بولے۔ رسولؐ اللہ نے کسی کی کوئی شرط قبول نہیں فرمائی۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی نہیں چلے گی، بلکہ اللہ کی مرضی چلے گی۔ میں شرطیں ماننے نہیں اپنی شرطیں منوانے آیا ہوں۔ چاہے اسلام مانو چاہے نہ مانو۔ جب مانو تو سمجھ کر اور جب اللہ اور رسولؐ پر یقین آجائے تو ہر حکم آنکھ بند کر کے مانو۔ ابوجہل، ابولہب، عقبہ، شیبہ، ولید وغیرہ سب حق کو پہچانتے تھے بیوقوف نہ تھے۔ سچائی جانتے تھے، مگر چاہتے تھے کہ اسلام لائیں تو اپنی مرضی کے مطابق۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کافر سرداران قریش آج کے نقلی مسلمانوں سے بہتر تھے کہ کم از کم ان لوگوں نے پیغمبرؐ کو دھوکہ نہ دیا۔ پہلے سے بتا دیا کہ مسلمان بنیں گے تو اپنی شرطوں پر، مگر یہ آج کے نقلی مسلمان کہتے تو اپنے کو مسلمان ہیں مگر چلتے ہیں اپنی مرضی پر اور اگر انہیں کوئی صحیح اسلام کی تلقین کرے تو اسے کٹھ ملا اور چودہ سو سال پہلے کی دنیا میں زندگی گزارنے والا کہتے ہیں۔ دراصل ان میں سے کچھ تو وہ ہیں، جنھیں یہ کہنے کی ہمت نہیں کہ ہم اسلام کو نہیں مانتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو صرف اسلام کا مکھوٹا لگائے ہوئے ہیں تا کہ حکومتوں یا سیاسی جماعتوں میں کوئی عہدہ مل جائے، کیونکہ حکومتوں اور سیاسی پارٹیوں کو ایسے نقلی مسلمانوں کی تلاش رہتی ہے تا کہ انہیں کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں۔

یہ موضوع ایسا ہے کہ اس پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ اسلام نے خواتین کو جو غیر معمولی حقوق دیئے ہیں انشاءاللہ ان پر گفتگو بعد میں ہوگی۔ فی الحال گفتگو خواتین ریزرویشن بل کے بارے میں ہے کہ جس کے متعلق کئی پریشان کن سوالات ہیں۔ خود ریزرویشن میں جہاں کچھ اچھے پہلو پائے جاتے ہیں، وہاں اس کی ایک بہت بڑی خرابی یہ سامنے آتی ہے کہ بعض اوقات انتہائی قابل اور لائق لوگ رہ جاتے ہیں اور انتہائی ناکارہ اور نالائق لوگ ریزرویشن کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ ریزرویشن دستور ہند کی روح کے خلاف ہے، جہاں کئی جگہ تحریر ہے کہ مذہب، ذات پات وغیرہ کسی بھی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ ایک بات بہت زور شور سے کہی جا رہی ہے کیونکہ عورتوں کو ان کا حق نہیں ملتا ہے، اس لئے ریزرویشن ضروری ہے تو سوال یہ ہے کہ گذشتہ ہر الیکشن میں ۳۳ فیصد سے زائد خواتین کھڑی ہوتی رہی ہیں تو خود عورتوں نے مردوں کی بجائے ان کو ووٹ دے کر منتخب کیوں نہیں کیا؟ اس کا مطلب ہے عورتیں مردوں کو رہبری کے لائق زیادہ سمجھتی ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ آج الیکشن اتنے مہنگے ہیں کہ ایم۔ پی۔ کے الیکشن میں کروڑوں خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ خواتین جو یا تو خود کروڑ پتی ہیں یا ان کے شوہر، وہی پارلیمنٹ میں پہنچتی ہیں۔ ایک اخباری تحقیق کے مطابق ساری دنیا میں خواتین ممبران پارلیمنٹ میں ۷۰ فیصدی کروڑ پتی ہیں۔ بقیہ یقینا لکھ پتی ہوں گی۔ کیا ایسی خواتین غریب اور دبی کچلی خواتین کے لئے کام کر سکیں گی؟ پھر ایک چبھتا ہوا سوال ابھر رہا ہے کہ موجودہ یا سابقہ خواتین ممبران پارلیمنٹ نے عورتوں کے لئے کیا کارنامہ انجام دیا؟ صوبہ کی سب سے طاقتور شخصیت وزیر اعلیٰ کی ہوتی ہے۔ کئی خواتین اس وقت چیف منسٹر ہیں اور کچھ رہ چکی ہیں۔ انہوں نے عورتوں کے حق میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے؟ ایک زمینی حقیقت اور سر ابھار رہی ہے کہ بڑے بڑے سیاسی مافیا، سرمایہ دار، کالا دھن رکھنے والے، اپنی عورتوں کو الیکشن لڑوائیں گے اور ان کے ذریعہ حکومت کریں گے۔ جیسا کہ پنچایتی الیکشنوں میں صاف صورت حال دکھائی دے رہی ہے اور بہار کی مثال سامنے ہے کہ جہاں بظاہر بیوی کی حکومت تھی لیکن حکم شوہر کا چلتا تھا۔

اصولی طور پر تو ہم موافق ہیں کہ جب ریزرویشن ملنا ہے تو پھر مسلمان عورتوں کے لئے کوٹا مقرر ہونا چاہئے، لیکن اس تلخ حقیقت کو کیسے نظر انداز کر دیں کہ اب تک جتنے بھی مسلمان اسمبلی یا پارلیمنٹ پہنچے ہیں، وہ پارٹی کے وفادار رہے۔ مسلمانوں کے سامنے

(بقیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۳۳ پر)

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بھی اسی لکھنؤ میں پلا بڑھا ہوں، جہاں ۱۱۵؍سال سے شیعہ سنی فرقہ کے لوگ لڑتے آئے تھے اور وہاں کا زہریلا ماحول ایسا تھا کہ شیعہ اور سنی محلے الگ الگ آباد ہوگئے۔ حالات ایسے تھے کہ سنی اکثریت والے محلوں سے شیعہ گزرتے ہوئے ڈرتے تھے اور شیعوں کے محلوں میں سنیوں کا جانا مشکل تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ لکھنؤ میں پہلے جیسے حالات نہیں۔ وہاں کے شیعوں اور سنیوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہم اختلافات کے باوجود ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔ ہر چند نفاق ڈالنے والی طاقتیں اب بھی سرگرم ہیں۔ ان طاقتوں کی نشاندہی کرنے کے لئے میں نے ۱۹۹۷ء میں ''شیعہ سنی قضیہ، کتنا مذہبی کتنا سیاسی'' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی اور اس کتاب کی اتنی پذیرائی ہوئی کہ اس کے چار ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئے۔ میں نے اس کتاب میں بتایا تھا کہ آزادی سے قبل کس طرح انگریزوں نے شیعہ سنی تفرقہ کو ہوا دیا اور آزادی کے بعد جن سنگھ کا کیا رول رہا۔۔۔ لکھنؤ جیسے چھوٹے شہر میں اسرائیل کی کیا دلچسپی ہوسکتی ہے، اس کا تفصیلی تذکرہ میں اس صہیونیت شکن سفرنامہ میں کرچکا ہوں، جو میں نے فلسطین کے دورے سے واپسی پر لکھا تھا اور جس کو ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' کے لاکھوں قارئین نے دلچسپی کے ساتھ پڑھا تھا۔ (۱) مجھے فخر ہے کہ میں ایک ایسے اخبار سے وابستہ ہوں، جو علاقائی یا مقامی حدوں میں قید نہیں، بلکہ اس کا دائرہ شمالی ہندوستان کے کوہستانی علاقوں سے لے کر جنوبی ہندوستان کے ساحلوں تک اور خلیج بنگال سے لے کر بحر عرب کے کناروں تک پھیلا ہوا ہے، ویب ایڈیشن کی معرفت ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' کی رسائی دنیا کے ہر کونے تک ہوگئی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۳۱؍مارچ ۲۰۱۰ء)



---

(۱) یہ سفرنامہ ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں نور ہدایت فاؤنڈیشن امامباڑہ غفران مآب، لکھنؤ سے کتابی صورت میں شائع ہوچکا ہے۔ شائقین حضرات ادارہ سے رابطہ قائم کریں۔

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسلام میں پردے کا تصور

بابری مسجد شہید ہوگئی، کسی کانگریسی مسلمان کے منھ سے اف بھی نہ نکل سکی۔ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۱ میں پاس ہوا کہ اگر دلت مسلمان ہوجائے گا تو اس کی ساری سہولتیں ختم ہوجائیں گی، پھر مزید اضافہ ہوا کہ بودھ، جین یا سکھ ہوجائے گا تب سہولتیں باقی رہیں گی۔ اتنی بڑی ناانصافی ہوئی، مگر کسی بھی پارٹی کا کوئی مسلمان سانس بھی نہ لے سکا۔

خواتین کا حلقہ انتخاب لاٹری سے طے ہوگا اور ہر بار الیکشن میں حلقہ انتخاب تبدیل ہوجائے گا۔ اس کا مطلب ہے جو اس دفعہ جس حلقہ سے لڑ رہا ہے اگلی مرتبہ کسی دوسرے حلقہ سے الیکشن لڑے گا۔ اس طرح اسے جب دوبارہ ووٹ مانگنا نہیں ہے تو اب کون اپنے حلقے کے لئے کام کرائے گا؟ اس طرح سے ووٹروں کی اہمیت ختم ہوجائے گی۔ ان تمام زمینی حقیقتوں کے بعد بھی ہم یہی کہیں گے کہ اگر خواتین کو ریزرویشن مل رہا ہے تو مسلم خواتین کا کوٹا مقرر ہو، کیونکہ کچھ بھی نہ ملنے سے کچھ مل جانا بہتر ہے۔ میں پھر دہراؤں گا کہ مسلم خواتین جائیں، مگر اسلامی قوانین کی پابندی کا لحاظ کرتے ہوئے اور اپنی مذہبی اور فطری ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ۔

(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۲۶؍مارچ ۲۰۱۰ء)



سید العلماء سید علی نقی نقویؒ کے متعلق معلومات

سید العلماء کی حیات و آثار کے متعلق تحقیقی و تدوینی کام مؤسسۂ نور ہدایت، امام باڑہ غفران مآبؒ میں ہو رہا ہے۔ لہٰذا موصوف کے حلقۂ قربت و عقیدت سے درخواست ہے کہ اس تعلق سے جو بھی مناسب مواد مثلاً یادداشتیں، گفتگو، مجلسی نکات نیز خطوط و مضامین، ویڈیو یا آڈیو کیسیٹ اور سی۔ڈی۔ وغیرہ ہوں عنایت فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ یہ سب استفادہ کے بعد انشاء اللہ بصد شکریہ واپس کردیئے جائیں گے۔